فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا تمبا کو ناپاک ہے؟

جواب: تمبا کو خبائث میں سے ہے، مضر صحت ہے، حرام ہے، مگر نجس نہیں۔

سوال: جسم پر صابن خشک ہو گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: عقیدہ توحید کے بعد سب سے پہلا فرض نماز کا ہے، اس کی ادائیگی ہر مسلمان بالغ مرد و عورت پر واجب ہے، اس کا مستقل تارک کافر ہے اور اس میں سستی کرنے والا فاسق اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔

❁ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ نَجْدٍ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهٖ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتّٰى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ : لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ، قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ : لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ : وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ : لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ : فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ : لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْ هٰذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : أَفْلَحَ، إِنْ صَدَقَ .

''ایک نجدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، آواز کی بھنبھناہٹ تو سنائی دے رہی تھی، لیکن بات سمجھ نہیں آ رہی تھی، یہاں تک کہ وہ (آپ کے) قریب ہو گیا، اس نے آپ سے اسلام کی بابت دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے پوچھا: اس کے علاوہ کوئی اور نماز بھی فرض ہے؟ فرمایا: نہیں! مگر نفلی نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماہِ رمضان کے روزے بھی فرض ہیں۔ پوچھا: اس کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر فرض ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں نفلی روزے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسے صدقہ (زکوۃ) کے متعلق بتایا، اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی صدقہ فرض ہے؟ فرمایا: نہیں! مگر نفلی صدقہ ہے۔ اس کے بعد وہ جاتے ہوئے کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی اضافہ کروں گا، نہ کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے، تو کامیاب ہو گیا۔''

(صحيح البخاري : 46، صحيح مسلم : 11، المنتقى لابن الجارود : 144)

سوال: جو نماز کی فرضیت کا انکار کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہے۔ اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔ نماز کی فرضیت پر کئی قرآنی آیات، متواتر احادیث اور امت مسلمہ کا اجماع شاہد ہیں، یہ شریعت کا اہم ترین، بنیادی اور متفقہ رکن ہے، جس کا انکار صریح الحاد ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

تَرْكُ جَحْدٍ لِلصَّلَاةِ وَهُوَ كُفْرٌ بِإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ نماز کا منکر کافر ہے۔''

(مَعالم السّنن : 314/4)

❁ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ جَاحِدَ فَرْضِ الصَّلَاةِ كَافِرٌ يُقْتَلُ إِنْ لَمْ يَتُبْ مِنْ كُفْرِهٖ ذٰلِكَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے، اگر اپنے کفر سے تائب نہ ہو، تو اسے قتل کر دیا جائے۔''

(الاستذکار : 149/2)

❁ علامہ ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ فَرْضِيَّةَ أَحَدِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ كَانَ كَافِرًا بِالْإِجْمَاعِ .

''جس نے اسلام کے کسی رکن کی فرضیت کا انکار کیا، وہ بالا جماع کافر ہے۔''

(النّهاية في غريب الحديث والأثر : 187/4)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ مُنْكِرًا لِوُجُوبِهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ خَارِجٌ مِنْ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ .

''جو نماز کے وجوب کا منکر ہو، وہ اس کے کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 70/2)

❁ علامہ ابن مودود موصلی بلدحی حنفی رحمہ اللہ (٦٨٣ھ) لکھتے ہیں:

هِيَ فَرِيضَةٌ مَحْكَمَةٌ يَكْفُرُ جَاحِدُهَا وَلَا يَسَعُ تَرْكُهَا، ثَبَتَتْ فَرَضِيَّتُهَا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ .

''نماز محکم فریضہ ہے، اس کا منکر کافر ہے، نماز ترک کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔''

(الاختيار لتعليل المختار :37/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِذَا جَحَدَ وُجُوبَهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''اگر کوئی نماز کے وجوب کا منکر ہو، تو اس کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاوى : 308/28)

❁ فقہائے احناف نے لکھا ہے:

مُنْكِرُ فَرْضِيَّتِهَا كَافِرٌ لِثُبُوتِهَا بِالْأَدِلَّةِ الْقَطْعِيَّةِ الَّتِي لَا احْتِمَالَ فِيهَا فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْتَدِّ .

''نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیونکہ نماز ایسے قطعی دلائل سے ثابت ہے، جن میں کوئی احتمال نہیں، لہٰذا ایسے شخص کا حکم مرتد والا ہے۔''

(درر الحكام :50/1، مَجمع الأنهر لشيخي زاده :146/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فِي كُفْرِ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُنْكِرًا لِوُجُوبِهَا .

''مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو نماز کے وجوب کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔''

(نيل الأوطار :361/1)

(سوال): قضائے عمری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): رمضان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک بدعت تراش لی گئی ہے، اسے قضائے عمری کہتے ہیں۔ نماز ایجاد کر کے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی گھڑ لی گئی ہے۔ یہ ائمہ محدثین کے عقیدہ وعمل کے خلاف ہے۔

علمائے امت کے متفقہ فہم اور اجماع کے برخلاف کسی رائے کو دین کا درجہ دینا دراصل اسلام میں رخنہ اندازی کرنا ہے۔

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، يَجُوزُ أَنْ يُّرَادَ بِهِ مَنْ يُدْخِلُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ، أَوْ أَنْ يُّأَوِّلَ بِمَا يَأْبٰى عَنْهُ اللَّفْظُ وَيُخَالِفُ الْمُحْكَمَ، كَمَا فَعَلَتِ الْيُهُودُ بِالتَّوْرَاةِ مِنَ التَّبْدِيلِ وَالتَّحْرِيفِ، وَالزِّيَادَةُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ كُفْرٌ، وَتَّأْوِيلُهٗ بِمَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ بِدْعَةٌ .

''کتاب اللہ میں زیادتی سے مراد ان چیزوں کا اضافہ ہے، جو کتاب اللہ میں نہیں تھیں یا یہود ونصاریٰ کی طرح تحریف وتبدل پر مبنی ایسی تاویل کرنا، جو ظاہر نص اور محکم کے مخالف ہو۔ کتاب اللہ میں زیادتی کفر ہے اور اس کی قرآن وسنت کے مخالف تاویل بدعت ہے۔''

(شرح المشکٰوۃ: 772/2)

۞ علامہ فخر رازی (۶۰۶ھ) اپنے استاذ سے نقل کرتے ہیں:

قَدْ شَاهَدْتُ جَمَاعَةً مِنْ مُقَلِّدَةِ الْفُقَهَاءِ، قَرَأْتُ عَلَيْهِمْ آيَاتٍ كَثِيرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ، وَكَانَتْ مَذَاهِبُهُمْ بِخِلَافِ تِلْكَ الْآيَاتِ، فَلَمْ يَقْبَلُوا تِلْكَ الْآيَاتِ وَلَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهَا وَبَقَوا يَنْظُرُونَ إِلَيَّ كَالْمُتَعَجِّبِ، يَعْنِي كَيْفَ يُمْكِنُ الْعَمَلُ بِظَوَاهِرِ هٰذِهِ الْآيَاتِ مَعَ أَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْ سَلَفِنَا وَرَدَتْ عَلٰى خِلَافِهَا، وَلَوْ تَأَمَّلْتَ حَقَّ التَّأَمُّلِ وَجَدْتَ هٰذَا الدَّاءَ سَارِيًا فِي عُرُوقِ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا .

''میں مقلدین فقہا کی ایک جماعت کے سامنے بعض ایسے مسائل پر آیات سے استدلال کرتا، جو مذہب امام کے خلاف ہوتے، تو ان آیات کو قبول کرنے کی بجائے تعجب سے میری طرف دیکھنے لگتے، یعنی ان آیات پر عمل کیسے ممکن ہے، ہمارے اسلاف کا مذہب جن کے مخالف ہو؟ اگر آپ تدبر کریں، تو نظر آئے گا کہ یہ بیماری اکثر اہل دنیا کی رگوں میں سرایت کر چکی ہے۔''

(تفسير الرّازي: 1631)

قضائے عمری کا اسلام میں وجود نہیں۔

۞ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِّنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِّكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهٖ إِلٰى سَبْعِينَ سَنَةً، بَاطِلٌ قَطْعًا لِّأَنَّهٗ مُنَاقِضٌ لِّلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةٍ سَنَوَاتٍ ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بِبَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَإِنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيثَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمُخَرِّجِينَ .

''حدیث 'جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو قضا نماز پڑھی، یہ اس کی عمر کے ستر برس تک فوت ہونے والی تمام نمازوں کا کفارہ ہوگی۔' قطعی باطل ہے، کیوں کہ اجماع سے ثابت ہے کہ فوت شدہ عبادات کی کمی پوری نہیں ہوسکتی اور یہ اس اجماع کے مخالف ہے، دوسرے یہ کہ صاحب ہدایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل غیر معتبر ہے، یہ لوگ نہ تو خود محدث تھے، نہ انہوں نے روایت کی نسبت کسی محدث کی طرف کی ہے۔''

(الأسرار المَرفوعة، ص 356، ح: 519)

۞ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مَوْضُوعٌ لَّا إِشْكَالَ فِيهِ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ الَّتِي جَمَعَ مُصَنِّفُوهَا فِيهَا الْأَحَادِيثَ الْمَوْضُوعَةَ وَلٰكِنَّهُ

اشْتَهَرَ عِنْدَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَفَقِّهَةِ بِمَدِينَةِ صَنْعَاءَ فِي عَصْرِنَا هٰذَا وَصَارَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِي مَنْ وَّضَعَهُ لَهُمْ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْكَذَّابِينَ .

''اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ یہ تو موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اس دور میں فقیہانِ صنعاء کے ہاں مشہور ہو چکی ہے۔ وہ کثیر تعداد میں اس پر عامل ہیں، میں نہیں جانتا اسے کس نے گھڑا؟ بہر کیف اللہ جھوٹوں کو برباد کرے۔''

(الفوائد المَجموعة، ص 54، ح : 115)

الحاصل:

فوت شدہ نمازوں پر توبہ ہے۔ قضائے عمری نامی کسی نماز کا اسلام میں وجود نہیں، لہٰذا اس بدعت سے خود بھی بچیں اور لوگوں کو بھی آگاہ کریں۔

سوال: جو نمازی نماز میں خشوع اختیار نہیں کرتے، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں خشوع اختیار کرنا ضروری ہے، جس نماز میں خشوع وخضوع نہ رہے، وہ نماز سکون واطمینان سے خالی ہو جاتی ہے، نماز کے تمام فوائد وثمرات سے محرومی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قرابت حاصل نہیں ہوتی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾(الماعون: ٣-٤)

''ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے، جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔''

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو نماز میں دھیان اور توجہ نہیں رکھتے، بلکہ دنیا کی

سوچوں میں گم رہتے ہیں، زبان سے اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں اور دل ودماغ دنیاوی اُمور میں مشغول ہوتا ہے۔

مؤمن نماز میں خشوع اختیار کرتا ہے، اسے نماز میں سکون آتا ہے، اس کے اعضا، دل، دماغ سب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسے نماز کا نور نصیب ہوتا ہے، وہ قرب الٰہی میں جگہ پاتا ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾

(المؤمنون: ١ـ٢)

''یقیناً وہ مومن فلاح پا گئے، جو نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے، ان کی مرادیں پوری کرتا ہے، اُن کو خیر کی توفیق دیتا ہے، بالفاظ دیگر وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں جیتے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهٗ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهٗ.

''(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) میرا قرب حاصل کرنے کے لئے میرا بندہ نوافل کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی

آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ مجھ سے مانگے، تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ طلب کرے، تو اُسے پناہ دیتا ہوں۔‘‘

(صحيح البخاري : 6502)

مطلب کہ وہ اپنے اعضا سے وہی کام کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَكُشِفَتْ لَهُ الْحُجُبُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ، وَاسْتَقْبَلَتْهُ الْحُورُ الْعِينُ، مَا لَمْ يَمْتَخِطْ أَوْ يَتَنَخَّعْ .

’’بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے، تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اس کے اور رب کے درمیان پردے ہٹ جاتے ہیں اور حور عین اس کا استقبال کر رہی ہوتی ہیں، جب تک کہ وہ ناک نہ سنکے یا کھکارے نہ۔‘‘

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7980)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔

① ابو غالب طریف بن صلت کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② حجاج بن عبداللہ بن ہارون کون ہے؟ معلوم نہیں۔

③ اسماعیل شامی کا تعین و توثیق معلوم نہیں۔

④ اسماعیل شامی کا سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

(سوال): کیا سجدہ تلاوت کرنے پر شیطان روتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، جب سجدہ والی آیت پڑھی جائے اور سجدہ کیا جائے، تو شیطان دیکھ کر روتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ : يَا وَيْلَهُ -وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ : يَا وَيْلِي- أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ .

''جب ابن آدم آیت سجدہ کی تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے، تو شیطان الگ ہو کر رونے لگ جاتا ہے، کہتا ہے: ہائے، مجھ پر افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا، تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا، میں نے انکار کیا، تو میرے لیے جہنم ہے۔''

(صحیح مسلم :81)

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ صَبَاحٍ، وَلَا رَوَاحٍ إِلَّا وبقَاعُ الْأَرْضِ تُنَادِي بَعْضُهَا بَعْضًا : يَا جَارَةُ هَلْ مَرَّ بِكِ الْيَوْمَ عَبْدٌ صَالِحٌ صَلَّى عَلَيْكِ أَوْ ذَكَرَ اللّٰهَ؟ فَإِنْ قَالَتْ : نَعَمْ، رَأَتْ لَهَا بِذٰلِكَ عَلَيْهَا فَضْلًا .

''ہر صبح اور شام زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں: اے میری

پڑوسن! کیا آج تمہارے اوپر کوئی اللہ کا نیک بندہ گزرا ہے، جس نے تجھ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی ہو یا اللہ کا ذکر کیا ہو؟ تو اگر وہ ہاں میں جواب دے، تو زمین کا ٹکڑا اس وجہ سے خود پر اس کی فضیلت سمجھتا ہے۔''

(المعجم الأوسط للطّبراني : 562)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔ صالح بن بشیر مری ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ الزہد لابن المبارک (۳۳۹) وغیرہ والی موقوف سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① موسیٰ بن عبیدہ ربذی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

② یزید بن ابان رقاشی ''ضعیف'' ہے۔

③ یزید رقاشی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کا بھی مسئلہ ہے۔

❁ مصنف ابن ابی شیبہ (۳۴۷۵۷) والی موقوف سند بھی ضعیف ہے۔

① محمد بن خالد کا تعین نہیں ہوسکا۔

② محمد بن خالد کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ملا۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَدَا إِلٰی صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ، وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ .

''جو نماز فجر کے لیے گیا، وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح کے وقت بازار کو گیا، وہ ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔''

(سنن ابن ماجه : 2234)

(جواب): روایت ضعیف اور منکر ہے۔ عبیس بن میمون بصری ''ضعیف، متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 418/3، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): نماز کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز کو بروقت ادا کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کا وقت مقرر کیا ہے، جس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾(النساء : ١٠٣)

''یقیناً نماز مومنوں کے لئے وقت مقررہ پر فرض ہے۔''

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾

(البقرة : ٢٣٨)

''نماز عصر اور دوسری تمام نمازوں کی محافظت ومواظبت کریں اور اللہ کے حضور مطیع وفرماں بردار بن کر کھڑے ہوں۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ اَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَإِنْ اَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً .

’’آپ کا ایسے لوگوں سے پالا پڑ سکتا ہے، جو اصل وقت سے ہٹ کر نماز ادا کریں گے، اگر ایسا ہو جائے تو آپ اصل وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا، پھر نفل کی نیت سے ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد :379/1، سنن ابن ماجه : 1255، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۳۱) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۴۰) نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ قَالَ : قُلْتُ : فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ : صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ، فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ .

’’اس وقت آپ کا طرز عمل کیا ہوگا، جب امرا نمازیں تاخیر سے ادا کریں گے؟ عرض کیا: آپ ہی راہنمائی فرما دیں! فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کر لیجئے، بعد میں ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا، وہ آپ کے لئے نفل ہو جائے گی۔‘‘

(صحيح مسلم : 648)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ ھ) لکھتے ہیں:

مَعْنٰى يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ، يُؤَخِّرُونَهَا؛ فَيَجْعَلُونَهَا كَالْمَيِّتِ الَّذِي خَرَجَتْ رُوحُهٗ، وَالْمُرَادُ بِتَأْخِيرِهَا عَنْ وَقْتِهَا، أَيْ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ لَا عَنْ جَمِيعِ وَقْتِهَا، فَإِنَّ الْمَنْقُولَ عَنِ الْأُمَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَأَخِّرِينَ إِنَّمَا هُوَ تَأْخِيرُهَا عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ .

''نماز کو مردہ کرنے سے مراد نماز کی تاخیر ہے، یعنی وہ نماز کو بے روح کر دیں گے، تاخیر وقت کا مطلب مختار وقت سے موخر کرنا ہے نہ کہ نماز کا کل وقت ضائع کر کے پڑھنا، کیوں کہ ہر دور کے حکمران نماز کو مختار وقت سے لیٹ کرتے آئے ہیں، ایسا نہیں تھا کہ کل وقت کو ضائع کر کے پڑھتے ہوں۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُّطْفِئُونَ السُّنَّةَ، وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ، وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَّوَاقِيتِهَا فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ، كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ : تَسْأَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ! كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ .

''میرے بعد جلد ہی امور حکومت ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے، جو سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات زیر عمل لائیں گے، نماز تاخیر سے ادا کریں گے، عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میرا ان سے واسطہ پڑ جائے، میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ام عبد کی اولاد! مجھ سے پوچھتے ہو! آپ بتلائیں کہ خود کیا کرو گے؟ یاد رکھیو! اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد وزوائده : 399/1، سنن ابن ماجه : 2865، وسنده حسنٌ)

اس مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کر کے پڑھنے والا اللہ کا نافرمان ہے، تو نافرمانوں کی اقتدا میں نماز لیٹ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ بر وقت ادا کرنی چاہیے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مِّيقَاتِهَا، وَيَخْنُقُونَهَا إِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذَالِكَ، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا، وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً .

''عنقریب آپ پر ایسے امرا مسلط ہو جائیں گے، جو نماز کو وقت سے لیٹ کر کے ادا کریں گے، حتی کہ غروب آفتاب تک نماز کو مؤخر کریں گے، جب انہیں ایسا کرتے دیکھیں، تو اپنے وقت پر نماز ادا کر لینا اور ان کے ساتھ پڑھی گئی نماز کو نفل بنالینا۔''

(صحیح مسلم : 534)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

لَقَدِ ابْتُلِيَ زَمَنُنَا هٰذَا مِنْ بَيْنَ الْأَزْمِنَةِ وَدِيَارِنَا هٰذِهِ مِنْ بَيْنِ دِيَارِ الْأَرْضِ بِقَوْمٍ جَهِلُوا الشَّرْعَ وَشَارَكُوا فِي بَعْضِ فُرُوعِ الْفِقْهِ فَوَسَّعُوا دَائِرَةَ الْأَوْقَاتِ وَسَوَّغُوا لِلْعَامَّةِ أَنْ يُّصَلُّوا فِي غَيْرِ أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ فَظَنُّوا أَنَّ فِعْلَ الصَّلَاةِ فِي غَيْرِ أَوْقَاتِهَا شُعْبَةٌ مِّنْ شُعُبِ التَّشَيُّعِ وَخَصْلَةٌ مِّنْ خِصَالِ الْمَحَبَّةِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا وَأَهْلُ الْبَيْتِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ بُرَاءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ مَصُونُونَ عَنِ الْقَوْلِ بِشَيْءٍ مِّنْهَا وَلَقَدْ صَارَتِ الْجَمَاعَاتُ الْآنَ تُقَامُ فِي جَوَامِعِ صَنْعَاءَ لِلْعَصْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَلِلْعِشَاءِ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَصَارَ غَالِبُ

الْعَوَّامِّ لَا يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ إِلَّا عِنْدَ اصْفِرَارِ الشَّمْسِ فَيَا لِلّٰهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ مِنْ هٰذِهِ الْفَوَاقِرِ فِي الدِّينَ .

''دیگر زمانوں کی نسبت ہمارے زمانے میں اور دیگر علاقوں کی نسبت ہمارے علاقے میں ایک ایسی جماعت نمودار ہوئی ہے، جو شریعت سے بہری ہے اور فقہی فروعات میں گھس کر نمازوں کے دائرہ اوقات کو وسیع کر رہی ہے، انہوں نے عوام کو اجازت دے رکھی ہے کہ آپ نمازوں کے اوقات کے علاوہ کسی وقت میں نماز ادا کر لیں۔ ان کا خیال ہے کہ اصل تشیع اسی میں ہے اور اہل بیت سے محبت کی نمایاں نشانی ہے۔ یہ لوگ خود تو گمراہ ہیں ہی، دوسروں کے لیے بھی گمراہی کا سامان بنے ہوئے ہیں۔ اہل بیت عظام رحمہم اللہ ان سب اقوال سے قطعا بری ہیں۔ اب تو شہر صنعاء کی مساجد میں عصر کی جماعتیں نماز ظہر کے فورا بعد اور عشا کی نماز مغرب کے فورا بعد کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ اکثر لوگ تو ظہر وعصر سورج زرد ہونے کے بعد ہی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی دینی آزمائش ومصائب سے حفظ وامان میں رکھے۔''

(السیل الجرّار :1/185)

سوال: نماز فجر سے پہلے نوافل ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہمارے مطابق فجر کی سنتوں اور نماز فجر کے درمیان نفل پڑھنا جائز ہے۔ جن اہل علم نے کراہت کی بات کی ہے، وہ تنزیہ پر محمول ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

❀ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، لَا

يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ .

''رسول اللہ ﷺ طلوع فجر کے بعد ہلکی سی دو رکعت ادا فرماتے۔''

(صحیح مسلم : 723)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ، كَرِهُوا أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ طلوع فجر کے بعد صبح کی سنتوں سے زائد نماز پڑھنا مکروہ ہے۔''(سنن التِّرمذي، تحت الحديث : 419)

امام ترمذی رحمہ اللہ کے دعویٰ اجماع پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ معترض ہیں:

دَعْوَى التِّرْمِذِيِّ الْإِجْمَاعَ عَلَى الْكَرَاهَةِ لِذٰلِكَ عَجِيبٌ، فَإِنَّ الْخِلَافَ فِيهِ مَشْهُورٌ .

''امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ دعوی تعجب خیز ہے، یہ تو مشہور اختلافی مسئلہ ہے۔''

(التلخيص الحبير : 191/1، ح : 278)

عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَّكْتُوبَةٌ، حَتّٰى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ .

''جتنی چاہیں نماز پڑھیں، فرشتے اس وقت تک حاضر رہتے ہیں، جب تک فجر کی نماز نہیں ہو جاتی۔''

(سنن أبي داوٗد : 1277، وأصلهٗ في مسلم : 832)

مؤذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا نُهِينَا إِلَّا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ.

''نبی کریم ﷺ نے ہمیں صرف طلوعِ آفتاب سے پہلے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے، سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

(مسند الطّيالسي : 1213، مسند الإمام أحمد : 12/6، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَنْ شَاءَ أَنْ يُّصَلِّيَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَلْيَفْعَلْ.

''جس کا دل چاہے، طلوعِ فجر کے بعد نماز پڑھ لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 355/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ منصور بن عبدالرحمٰن غدانی بصری اشل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلَ أَبُو حَصِينٍ الشَّعْبِيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ رَّجُلٍ بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ وِرْدِهٖ شَيْءٌ، وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَقَالَ : يَقْرَأُ بَقِيَّةَ وِرْدِهٖ.

''میں سن رہا تھا کہ ابوحصین رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے سوال کیا: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، فجر طلوع ہوگئی، مگر اس کا کچھ وظیفہ باقی رہ گیا، کیا وہ ادا کر لے؟ جواب دیا: وہ اپنا بقیہ وظیفہ پڑھ لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 355/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا إِسْحَاقَ وَالْحَكَمَ، يُصَلِّيَانِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ.

''میں نے ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ اور حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ طلوع فجر کے بعد نماز پڑھ رہے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 355/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ نَظَرَ إِلٰى رَجُلٍ صَلّٰى بَعْدَ النِّدَاءِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَكْثَرَ الصَّلَاةَ، فَحَصَبَهٗ، ثُمَّ قَالَ : إِذَا لَمْ يَكُنْ أَحَدُكُمْ يَعْلَمُ، فَلْيَسْأَلْ، إِنَّهٗ لَا صَلَاةَ بَعْدَ النِّدَاءِ، إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، قَالَ : فَانْصَرَفَ، فَقَالَ : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَتَخْشٰى أَنْ يُّعَذِّبَنِي اللّٰهُ بِكَثْرَةِ الصَّلَاةِ؟ قَالَ : بَلْ أَخْشٰى أَنْ يُّعَذِّبَكَ اللّٰهُ بِتَرْكِ السُّنَّةِ .

''سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک شخص اذان فجر کے بعد دو سنتوں سے زیادہ نماز پڑھ رہا ہے، آپ نے اسے کنکری ماری اور فرمایا: علم نہ ہو، تو پوچھ لینا چاہیے کہ اذان کے بعد صرف دو رکعت ہیں۔ وہ شخص نماز پڑھنے کے بعد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابو محمد! آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ کثرت نماز پر مجھے عذاب دے گا؟ فرمایا: نہیں! خدشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ترک سنت پر عذاب دے گا۔''

(الفقية والمتفقّه للخطيب البغدادي : 381/1، وسندهٗ حسنٌ)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نماز فجر سے پہلے نوافل کو جائز نہیں سمجھتے تھے، ان کی بنیاد یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر سے پہلے صرف دو سنتیں ادا کی ہیں، لہٰذا اسی پر اکتفا کرنا چاہیے۔ مگر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی یہ رائے دیگر اہل علم کے موافق نہیں، نیز ممانعت کی جو وجہ بیان کی، وہ بھی درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ تسلیم ہے کہ فجر سے پہلے نبی کریم ﷺ

نے صرف دو رکعتیں ادا کیں، مگر نبی کریم ﷺ نے مطلق نوافل سے منع بھی فرمایا، مطلق نوافل ممنوعہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت ادا کیے جا سکتے ہیں، اب چونکہ فجر سے پہلے نوافل ممنوع نہیں، جیسا مذکور بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ثابت ہوا کہ نماز فجر سے پہلے نوافل ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ دیگر اہل علم کا مؤقف ہے۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا یہ استدلال بالکل برحق ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی موقع پر کسی کام کو ترک کرنا ہی اس کے عدم مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

❁ آپ رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ .

''بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے، اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا۔''

(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)